

ESSAYS RELATING TO THE BIOGRAPHY OF THE HOLY PROPHET IN MASNAD-I-ABU HURAH

مسند ابو ہریرہ کے مضامین سیرت

شفیق الرحمن عامر¹، پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور اعوان²

ABSTRACT-Today we see that Muslim ummah is facing humiliation through out the world. In spite of having all resources and power. The main cause of existing is our over dependence on non-muslim countries. If we meet the gap between teaching of Islam and our modern style, we can overcome all problems and fulfill all deficiencies present in our life and can come out of the state of humiliation, rather we can dominate and be able to lead the world. In this perspective it is necessary to get guidance from Seerah of our great Holy Prophet (ﷺ). In this paper, we have presented the Seerah in light of traditions of Hazrat Abu Huraira (R.A). If we seek guidance from these traditions for our daily life, we can make progress in every field.

Key words: Traditions, humiliations, life style, teaching of Islam.

Type of study: **Original research paper**

Paper received: 23.04.2017

Paper accepted: 28.05.2017

Online published: 01.07.2017

1.M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab, Multan.

2.Dean, Faculty of Management, Social Sciences and Humanities, Institute of Southern Punjab, Multan. Ghafoor70@yahoo.com.

سیدنا ابو ہریرہ کا مختصر تعارف:

حضرت ابو ہریرہؓ کے نام و نسب کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ آپؓ کا نام گرامی عبدغنم، کسی میں عبد اللہ، عبد الشمس اور کہیں عمیر کا ذکر بھی ملتا ہے۔ آپؓ کے اسم گرامی عبد الشمس کو درست تسلیم کیا گیا ہے۔ قول راجح کے مطابق آپؓ کا خاندانی نام عبد الشمس تھا۔ اس بارے میں خود ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:

كان اسمي في الجاهلية عبد شمس بن صخر فسمي في الاسلام عبد الرحمن و انما كنوني بابي هريرة¹

(حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں میرا نام عبد شمس بن صخر تھا۔ اسلام لانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے میرا نام عبد الرحمن اور کنیت ابو ہریرہؓ رکھی۔) کنیت کے بارے میں خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک بلی پال رکھی تھی۔ رات کو اس کو ایک درخت میں رکھتا تھا اور صبح بکریاں چراتے وقت ساتھ رکھتا اور اس سے کھیلتا۔ لوگوں نے میرے اس لگاؤ کی وجہ سے مجھے ابو ہریرہؓ کہنا شروع کر دیا۔²

ولادت:

سیدنا ابو ہریرہ کی ولادت ہجرت نبوی ﷺ سے ۲۳ برس قبل ہوئی۔³

خاندانی پس منظر:

حضرت ابو ہریرہؓ کا شمار جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے قبول اسلام کے بعد بارگاہ نبوت کو اپنا مسکن بنایا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا تعلق ملک یمن کے ایک قبیلہ دوس سے تھا جس کا وفد ۷ھ میں بارگاہ نبوی ﷺ میں پہنچا۔⁴ اس قبیلہ کا سربراہ طفیل بن عمرو تجارت کی غرض سے یمن سے مکہ آتے رہتے تھے۔ یہ شخص شعر و شاعری کا خاص ذوق رکھتا تھا، اس کے انداز گفتگو سے پتہ چلتا تھا کہ یہ ایک دانش مند انسان ہے۔ آپؓ نے ہجرت سے قبل مکہ میں اسلام قبول کیا۔

فلما هاجر النبي ﷺ الى المدينة هاجر اليه الطفيل بن عمرو، وهاجر معه رجل من قومه⁵

(جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضرت طفیل بن عمروؓ نے اپنی قوم کے ایک مہاجر کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔)

وسعت علم:

حضرت ابو ہریرہؓ نے بارگاہ نبوت ﷺ سے اپنی علمی تشنگی کو سیراب کیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ان کا علمی ذوق و شوق بڑھتا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؓ صحابہ کرامؓ کی جماعت میں نمایاں علمی مقام کی حامل شخصیت ہیں۔ آپؓ نے اپنے علمی ذوق و شوق کے عین مطابق علم حاصل کیا۔ علم میں ہر قسم کے علوم قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ وغیرہ پر آپؓ کو خاص عبور حاصل تھا۔ امام ترمذی نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے۔ ابو ہریرہؓ تم ہم میں سے رسول ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ رہنے والے اور آپؓ کی حدیث کو سب

سے زیادہ یاد رکھنے والے ہو۔⁶ ابو ہریرہؓ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اپنی زندگی کے شب و روز گزارے۔ نبی کریم ﷺ کے ارشادات کو غور سے سنتے اور ان کو یاد رکھتے تھے۔ مکحولؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

”ایک رات لوگ وعدہ کے مطابق قبہ میں جمع ہو گئے تو ابو ہریرہؓ ان میں کھڑے ہو گئے اور صبح تک رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے رہے۔“⁷

حضور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپؐ نے اشاعت دین کا فریضہ احسن انداز سے سر انجام دیا۔ جب بھی موقع ملتا لوگوں کی حضور ﷺ کی احادیث کی روشنی میں راہنمائی کرتے۔ آپؐ کی مادری زبان عربی تھی لیکن آپؐ کو فارسی زبان پر بھی عبور حاصل تھا۔ فارسی زبان میں روانی سے بات چیت کر لیتے تھے۔ دوسرے مذاہب کے بارے میں بھی آپؐ کافی معلومات رکھتے تھے، خاص طور پر تورات کے مسائل کو اچھی طرح سے جانتے تھے۔ حضرت کعب بن احبارؓ نے نقل کیا ہے:

میں نے ابو ہریرہؓ کے سوا کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو تورات پڑھے بغیر اس کے مندرجات سے آگاہ ہو۔⁸

جب آپؐ کو اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا تو ہر وقت حضور ﷺ کے ساتھ رہتے تھے حضور ﷺ کے ارشادات کو غور سے سنتے لیکن حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے بھول جاتے۔ آپؐ نے اپنا یہ مسئلہ حضور ﷺ سے بیان فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا:

”ابو ہریرہؓ، چادر بچھاؤ میں نے چادر بچھائی تو آپؐ نے دونوں ہاتھوں سے لپ بنا کر اس چادر میں ڈال دی پھر فرمایا اس چادر کو لپیٹ لو اور چادر کو سینے سے لگاؤ میں نے اسکو سینے سے لگالیا اس کے بعد کوئی ارشاد نہیں بھولا۔“⁹

ابو صالحؓ کا یہ قول بہت مشہور ہے۔

”ابو ہریرہؓ صحابہ کرامؓ میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے میں یہ نہیں کہتا کہ وہ صحابہ میں سب سے افضل ہیں میرا مطلب یہ ہے کہ وہ حفظ حدیث میں سب سے بڑھ گئے۔“¹⁰

امیر معاویہؓ کے عہد میں امیر مدنیہ حاکم بن مروان نے آپؐ کو بلایا اور حفظ حدیث کا امتحان لینا چاہا۔ معتمد کاتب ابو الز عزیز عہ کو پردے کے پیچھے بٹھا دیا اور حکم دیا جو حدیث ابو ہریرہؓ سے پوچھوں جس طرح انہیں روایت کریں لکھ لینا۔ اس کاتب نے ایسا ہی کیا۔

ابو الزعزعه کا بیان ایک سال بعد آپؐ کو پھر بلایا۔ مروان وہی احادیث پھر پوچھنے لگا جو پچھلے سال پوچھی تھیں۔ یہاں تک کہ تمام احادیث سن لیں۔ ابو ہریرہؓ نے تمام احادیث بلاکم وکاست کے بیان کیں۔ ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں۔ ”انہوں نے یہ کوئی زیادتی اور نہ کسی کلمے کو آگے پیچھے کیا،“ ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے حرف کی جگہ دوسرا حرف نہ رکھا۔¹¹

خدمت حدیث:

آپؐ نے علم حدیث کو ذوق و شوق سے حاصل کیا۔ اس علم کے حصول کے بعد اس کو عوام الناس تک پہنچانے کا حق بھی احسن انداز سے ادا کیا۔ علم کے حصول کے بعد اشاعت حدیث کا فریضہ انجام دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ جب بھی موقع ملتا لوگوں کو حضورﷺ کی احادیث سناتے۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد خدمت حدیث کا فریضہ سر انجام دیا۔ مکحول دمشقیؒ کا بیان ہے کہ لوگوں نے ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ سے طے کیا کہ وہ فلاں رات امیر معاویہ کے تعمیر کئے ہوئے فلاں قبہ میں آکر ان سے حدیث سنیں گے ابو ہریرہؓ تشریف لائے رات بھر لوگوں کو حدیثیں سناتے رہے۔¹²

امام بخاریؒ نے فرمایا:

حضرت ابو ہریرہؓ سے اٹھ سو یا اس سے بھی زیادہ لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔¹³

طلحہؓ کے غلام کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابو ہریرہؓ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی طلحہؓ کے پاس سے گزرا اور ابو ہریرہؓ کے بارے میں کہا کہ یہ تو بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتا ہے۔ تو طلحہؓ نے کہا کہ ہم نے بھی ویسے ہی سنا جیسے انہوں نے سنا لیکن ہم بھول گئے اور انہوں نے یاد رکھا۔¹⁴

وفت:

آپؐ نے ۷۸ سال عمر پائی۔¹⁵

سیرت کا لغوی مفہوم:

سیرت کے معنی حالت، رویہ، طریقہ، چال، کردار۔ خصلت اور عادت کے ہیں۔ اس کے اردو میں مختلف معانی سامنے آتے ہیں۔ تعمیر سیرت، سیرت سازی، پختگی سیرت، نیک سیرت، حسن سیرت، اور بد سیرت کے ہیں۔ لفظ سیرت بعض اوقات واحد کے طور پر اور بعض اوقات جمع سیر کے ساتھ اہم شخصیات کی سوانح حیات اور اہم تاریخی واقعات کے بیان کے لیے استعمال ہوتا رہا ہے۔

سیرت کے لغوی معنی عادت، خصلت، گُن، وصف، ہنر، انفرادی کردار اور رسول اللہ ﷺ کے حالات زندگی (سیرت طیبہ) کے ہیں۔ جبکہ سیرت کی جمع سیر ہے۔¹⁶ قرآن مجید آخری اور مقدس کتاب ہے جو

ہمارے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی اگر اس مقدس کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ قرآن مجید میں لفظ سیرہ صرف ایک جگہ آیا ہے۔

سُنْعِيذُهَا سَيْرَتَهَا الْأُولَى. 17

ترجمہ: ہم اسے بھی اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیں گے۔

سیرت رسول ﷺ کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات تمام قسم کی خطاؤں اور لغزشوں سے محفوظ ہے۔ نبی ﷺ کی سیرت تمام نوع انسانی کے لیے مشعل راہ ہے۔

سیرت کا اصطلاحی مفہوم:

لفظ سیرت کا استعمال اب اصطلاح کے طور پر صرف حضور نبی کریم ﷺ کی مبارک و مقدس زندگی کے لیے مستعمل ہے۔ جب کہ کسی اور شخصیت کے حالات کے لیے لفظ سیرت کا استعمال قریباً متروک ہو چکا ہے۔ اب اگر مطالعہ سیرت یا کتب سیرت جیسی کتابوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا نام نبی، پیغمبر استعمال نہ بھی کئے جائیں تو قاری سمجھ جاتا ہے کہ اس سے مراد حضور ﷺ کی ذات مبارک ہے۔ بلکہ کبھی کبھار لفظ سیرت کو کتاب کے مصنف کی طرف مضاف کر کے بھی یہی اصطلاحی معنی مراد لئے جاتے ہیں۔ پروفیسر چوہدری غلام رسول کے مطابق ایک طویل تاریخی عمل کے بعد لفظ سیرت ایک اصطلاح بن گیا، اب جس جگہ بھی سیرت کا استعمال ہو گا۔ اس سے مراد رسول ﷺ کے اقوال و اعمال ہیں۔ لہذا سیرت رسول ﷺ کے اقوال و اعمال اور دیگر احوال کے مجموعہ کا نام ہے۔¹⁸

مطالعہ سیرت کی ضرورت و اہمیت:

حضور ﷺ کی ذات گرامی کا مطالعہ کرنا ایک عالمگیر ضرورت ہے۔ حضور ﷺ کا اخلاق و کردار ہر دور کے انسانوں کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہر وہ شخص جو مسلم و غیر مسلم ہو اس کے لیے سیرت نبوی ﷺ کا مطالعہ کرنا از حد ضروری ہے جو دین اسلام کو جاننے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا خواہش مند ہو کے لیے سیرت طیبہ ﷺ کا مطالعہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ذات گرامی کو وہ مقام عطا کیا ہے جو کائنات میں کسی کو حاصل نہیں ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ. 19

ترجمہ: تم میں سے ہر اس شخص کے لیے جسے اللہ سے ملنے اور آخرت کے دن کے آنے کی امید ہے، اللہ کے رسول کی پیروی کرنا بہتر ہے۔

چنانچہ آج کے دور میں امت مسلمہ کو بہت سے چیلنجز درپیش ہیں۔ ان تمام مسائل کا حل سیرت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے میں مخفی ہے۔

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا²⁰

سیرت نگاری کے مآخذ

عام طور پر سیرت نگار مندرجہ ذیل مآخذ سے استفادہ کرتے ہیں۔

قرآن کریم، کتب حدیث ان کے علاوہ ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر نے اپنی کتاب اسوۂ کامل میں سیرت کے درج ذیل مآخذ بیان کیے ہیں:

’کتب سیرت، مغازی، کتب دلائل النبوة، کتب شمائل و فضائل نبوی ﷺ، تفاسیر، کتب تاریخ الحرمین الشریفین، کتب تاریخ اسلام، ادب و شاعری، دستاویزات سیرت، معابدات، خطبات، مکاتیب وغیرہ، کتب انساب، کتب جغرافیہ عرب، اسماء الرجال، قصص الانبیاء والمرسلین، علم الناسخ والمنسوخ، کتب مذاہب مقدسہ، علم لغت، علم التقویم و التوقیت، علم قرأت و لہجات عرب، ادب جاہلی، علم آثار قدیمہ، علم آثار صحابہ و صحابیات حکمت و علم نفسیات۔‘²¹

مذکورہ مرویات سیرت سے راہنمائی کی صورتیں:

سیدنا ابوہریرہؓ کی مرویات سے اہم مضامین سیرت بیان کئے گئے ہیں جن سے عصر حاضر میں راہنمائی کی کئی صورتیں اخذ کی جا سکتی ہیں۔ ان مرویات سے درج ذیل معاملات میں راہنمائی اخذ کی گئی ہے:

۱ پاکیزگی و طہارت کے سلسلہ میں راہنمائی:

دین اسلام روحانی پاکبازی کے ساتھ ساتھ جسمانی اور لباس کی پاکیزگی اور طہارت کا تاکید کے ساتھ درس دیتا ہے۔ اس سلسلہ میں احادیث مبارکہ میں بہت واضح احکام ملتے ہیں۔

۱۔ مغربی لباس پہن کر کھڑے ہو کر ٹوائلٹ استعمال کرنا۔ اس سے جسم اور لباس دونوں کے ناپاک ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں کموڈ کا استعمال بھی ناپاکی کا سبب بنتا ہے۔ ہمارا مذہب ہمیں کھڑے ہو کر رفع حاجت کی بالکل بھی اجازت نہیں دیتا اور ہر حال میں اپنے لباس کو پاک صاف رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ تِيَابِكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝²²

ترجمہ: اپنے کپڑوں کو پاک رکھ اور رکھ اور ناپاکی سے دور رہ۔

۲۔ واش روم میں پانی کی بجائے ٹشو پیپر کا استعمال بھی ایک بے احتیاطی کا عمل ہے جو کہ پاکیزگی کو اکثر برقرار نہیں رہنے دیتا۔ سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ اسْتَنْجَى مِنْ تَوْرٍ ثُمَّ دَلَّكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ-²³

(رسول اللہ ﷺ نے قضائے حاجت کی۔ پھر لوٹے سے استنجا کیا۔ پھر زمین پر اپنا ہاتھ ملا۔)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ استنجا کرنے کے لیے پانی کے ساتھ اگر مٹی کا استعمال بھی ہو تا یہ صفائی کے لیے زیادہ مناسب ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔

۳۔ دیہاتوں میں عام طور پر لوگ رفع حاجت کے بعد گوہر یا ہڈی وغیرہ استعمال کر لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمل سے ہمیں یہ درس دیا ہے کہ اسلام ان چیزوں کے استعمال کی ممانعت کرتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہؓ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے، آپؐ بیان فرماتے ہیں:

اتَّبَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَحَرَجَ لِحَاجَتِهِ وَكَانَ لَا يَلْتَقِثُ فِدَنُوْتُ مِنْهُ فَقَالَ ابْغِي أَحْجَارًا اسْتَنْفِضِ بِهَا أَوْ نَحْوَهُ وَلَا تَأْتِنِي بَعْظَمٍ وَلَا رَوْثٍ فَأَتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ بِطَرَفِ ثِيَابِي فَوَضَعْتُهَا إِلَى جَنْبِهِ وَأَعْرَضْتُ عَنْهُ فَلَمَّا قَضَى اتَّبَعَهُ بِهِنَّ-²⁴

(نبی ﷺ حاجت کے لئے نکلے۔ آپ کی عادت تھی کہ ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے، تو میں بھی آپ کے پیچھے ہو کر قریب پہنچ گیا، آپ نے مجھ سے فرمایا پتھر تلاش کر دو، تاکہ میں ان سے پاکی حاصل کروں، یا اس کی مثل کوئی لفظ فرمایا: اور ہڈی اور گوہر نہ لانا، چنانچہ میں اپنے کپڑے میں پتھر رکھ کر آپ کے پاس لے گیا اور ان کو میں نے آپ کے پہلو میں رکھ دیا اور میں آپ کے پاس سے ہٹ آیا، پس جب آپ قضائے حاجت کر چکے تو ان پتھروں کو استعمال کیا۔)

مذکورہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قضاء حاجت کے پاکی حاصل کرنے کے لیے مٹی کے ڈھیلے، پتھر وغیرہ کا استعمال کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔

۲۔ نماز کے متعلق رہنمائی:

مسلمان ہونے کے بعد نماز دین اسلام کا اہم ترین رکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سات سو سے زیادہ بار نماز قائم کرنے کا کہا گیا ہے۔ دور حاضر کی صورت حال یہ ہے کہ اس فرض کی ادائیگی میں امت مسلمہ سست روی کا شکار ہے جو کہ نہایت فکر انگیز بات ہے۔ قرآن مجید میں اس سلسلے میں واضح احکامات کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ نے بھی نماز کا اہتمام نہ کرنے والوں کے لیے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمَرَ بِحَطْبٍ فَيُحْطَبُ ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَدَّنُ لَهَا ثُمَّ أَمَرَ رَجُلًا فَيُؤَمُّ النَّاسَ ثُمَّ أَخَالَفَ إِلَى رَجَالٍ فَأَحْرَقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَزْفًا سَمِينًا أَوْ مَرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ.²⁵

(ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میرا یہ ارادہ ہوا ہے کہ اولاً لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں اس کے بعد حکم دوں کہ عشاء کی نماز کوئی دوسرا شخص پڑھائے اور میں خود کچھ لوگوں کو ہمراہ لے کر ایسے لوگوں کے گھروں تک پہنچوں جو عشاء کی نماز جماعت سے نہیں پڑھتے اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر ان میں سے کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ فریبہ بڈی یا وہ عمدہ گوشت میں بڈیاں پائے گا تو یقیناً عشاء کی نماز میں آئے۔)

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو جماعت کی نماز کا اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ جماعت کی نماز چھوڑنے والے پر آپ ﷺ کی سخت ناراضگی ہے۔ یہ ایسے نمازیوں کے بارے میں ہے جو ادائیگی میں کوتاہی اور لاپرواہی برتتے ہیں۔ ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بھی سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَدَّ وَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَارْجِعْ يُصَلِّي كَمَا صَلَّيْتُ ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثَلَاثًا فَقَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَحْسِنُ غَيْرُهُ فَعَلِمَنِي فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْدِلَ فَإِنَّمَا تُمْ اسْجُدُ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ جَالِسًا وَافْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا.²⁶

(رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لے گئے اسی وقت ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی، اس کے بعد نبی ﷺ کو سلام کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ جا نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ لوٹ گیا اور اس نے نماز پڑھی جیسے اس نے پہلے پڑھی، پھر آیا اور نبی ﷺ کو سلام کیا، آپ نے فرمایا کہ نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ (اسی طرح) تین مرتبہ (ہوا) تب وہ بولا کہ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے بہتر ادا نہیں کر سکتا۔ لہذا آپ مجھے تعلیم کر دیجئے، آپ نے فرمایا جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو، اس کے بعد جتنا قرآن تم کو یاد ہو اس کو پڑھو، پھر رکوع کرو، یہاں تک کہ رکوع میں اطمینان سے ہو جاؤ، پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان سے ہو جاؤ، پھر سر اٹھاؤ، یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ

اور اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرو۔) چنانچہ معلوم ہوا کہ نمازی کو نماز نہایت اطمینان اور سکون، وقار سے ادا کرنی چاہیے تاکہ ہر رکن صحیح طور پر ادا ہو جائے۔

۳۔ جنازہ کے متعلق معلومات:

ہم آئے روز کسی نہ کسی عزیز یا رشتہ دار کا جنازہ پڑھتے ہیں، لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہم میں سے بیشتر لوگوں کو نہیں پتا کہ نماز جنازہ میں کیا پڑھنا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں نماز جنازہ کی دعا سکھائی جس کا ہمیں سیدنا ابو ہریرہؓ کی روایت سے پتا چلتا ہے۔ آپؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ کی نماز میں یہ دعا پڑھی:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيَاتِنَا وَمَيِّتِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرْنَا وَأُنْثَانَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِسْلَامِ اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ.²⁷

(اے اللہ! تو بخشش فرما دے ہمارے زندوں کی اور ہمارے مردوں کی ہمارے چھوٹوں کی اور ہمارے بڑوں کی ہمارے مردوں کی اور ہماری عورتوں کی ہمارے موجود لوگوں کی اور ہمارے غائبین کی۔ اے اللہ! تو ہم سے جس کو زندہ رکھے اس کو ایمان پر زندہ رکھ اور جس کو تو موت دے اس کو اسلام پر موت عطا فرما۔ اے اللہ! تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد گمراہ نہ کر۔)

مذکورہ روایت میں جنازے کی دعا کا ذکر ہے۔ مزید برآں ان مرویات سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ انتقال کر جانے والوں کی خوبیوں کا تذکرہ کرنا چاہیے نہ کہ برائیوں کا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

قَالَ مَرُّوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِجَنَازَةٍ فَأَنْتُوا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ وَجِبَتْ ثُمَّ مَرُّوا بِأُخْرَى فَأَنْتُوا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ وَجِبَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ شُهَدَاءُ.²⁸

(ایک مرتبہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ کے پاس سے گزرے۔ لوگوں نے مرنے والے کی تعریف کی اور اس کی خوبیوں کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا واجب ہوئی۔ (مغفرت اور جنت) لوگ پھر دوسرے جنازے کے پاس سے گزرے اور اس کی برائی بیان کی آپ نے فرمایا واجب ہوئی (اگ یعنی دوزخ) اس کے بعد آپ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک دوسرے پر گواہ ہے۔) آپ ﷺ کے عمل سے معلوم ہوا کہ مرنے والے کی اگر لوگ تعریف کریں تو وہ اس کے نیک ہونے کی طرف اشارہ ہے اور اگر برے تذکرے ہوں تو اس کا بد ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ لہذا لوگوں کو چاہیے کہ میت کی خوبیوں کو بیان کیا جائے نہ کہ برائیوں کو۔

۴۔ زکوٰۃ و صدقات سے متعلق رہنمائی:

زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم بنیادی رکن ہے جس کا شریعت مطہرہ نے تاکید کے ساتھ حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَبُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ²⁹

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

لیکن آج کل صورتِ حال یہ ہے کہ ہم زکوٰۃ کو بچانے کے لیے کسی بھی حد تک پہنچ جاتے ہیں اور ایک

ثانوی درجہ دیتے ہیں۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُؤْتِي بِالْتَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ فَيَجِيئُ هَذَا يَتَمْرُهُ وَهَذَا مِنْ تَمْرِهِ حَتَّى يَصِيرَ عِنْدَهُ كَوْمًا مِنْ تَمْرٍ فَجَعَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَلْعَبَانِ بِذَلِكَ التَّمْرِ فَأَخَذَ أَحَدُهُمَا تَمْرَةً فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ فَظَنَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخْرَجَهَا مِنْ فِيهِ فَقَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ آلَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا يَأْكُلُونَ الصَّدَقَةَ³⁰

(رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجور کے کٹنے کے وقت کھجور کا پھل لایا جاتا، کبھی یہ شخص اپنی کھجور لے کر آتا اور کبھی دوسرا شخص اپنی کھجور لے کر آتا، یہاں تک کہ کھجور کا ڈھیر لگ جاتا، حسنؓ اور حسینؓ ان کھجوروں سے کھیلنے لگے اور ان میں سے ایک نے کھجور لی اور اپنے منہ میں ڈال لی، تو جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو کھجور ان کے منہ سے نکال لی اور فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آل محمد ﷺ صدقہ نہیں کھاتے۔) لہذا اس سے معلوم ہوا کہ آل محمد کے لیے زکوٰۃ، صدقات جائز نہیں کیونکہ ان کے لیے پاکیزہ مال ہوتا ہے اور یہ مال کی میل کچیل ہے۔

۵. جہاد کے متعلق معلومات:

جہاد دین اسلام کی کوہان اور دنیا میں امن و سلامتی کی ضمانت ہے۔ اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو فرمایا کہ اپنی جماعت کو جہاد کی ترغیب دیں :

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ³¹

ترجمہ: اے نبی! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس فرض کو احسن طریقے سے نبھایا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَمْرٌ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَإِذَا قَالُوا مَنَعُوا مِنِّي دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى³²

(مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پس جب وہ اس کا اقرار کر لیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مالوں کو بچا لیا مگر کسی حق کی وجہ سے اور ان کا حساب اللہ پر ہوگا۔)

اسی ضمن میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ دَلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدُنُ الْجِهَادَ قَالَ لَا أَجِدُهُ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَفْتَرُ وَتَصُومَ وَلَا تُفْطِرَ قَالَ وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنَّ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ لَيْسَتْ فِي طَوْلِهِ فَيُكْتَبُ لَهُ حَسَنَاتٌ.³³

(ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی عبادت بتائے جو جہاد کے ہم مرتبہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسی عبادت تو کوئی نہیں لیکن کیا تم یہ کر سکتے ہو۔ کہ جب مجاہد جہاد کیلئے نکلے تو اپنی مسجد میں جائے اور نماز پڑھنے کے کھڑا ہو جائے اور سست نہ ہو اور برابر روزے رکھے۔ کوئی روزہ نہ چھوڑے۔ اس نے عرض کیا کہ حضرت ایسا کون کر سکتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے تھے کہ مجاہد کا گھوڑا جب اپنی رسی میں بندھا ہوا چرنے کیلئے چلتا پھرتا ہے تو اس گھوڑے کے ہر قدم پر مجاہد کیلئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔) اس روایت سے معلوم ہوا کہ جہاد ایک اہم رکن ہے اور اس کو سرانجام دینے کے لیے جو آلات استعمال ہوتے ہیں سواری وغیرہ ان پر اجر و ثواب ہے حتیٰ کہ جو گھوڑا جہاد کے لیے پالا جاتا ہے اس کے ہر قدم پر اللہ تعالیٰ نیکیاں عطا فرماتا ہے۔

۶۔ خرید و فروخت سے متعلق رہنمائی:

دین اسلام لین دین کے معاملات خوش اسلوبی کے ساتھ نمٹانے کی تعلیم دیتا ہے۔ قرض واپس لیتے ہوئے یا واپس دیتے ہوئے کسی قسم کی بے قاعدگی کی صورت میں جذباتی ہونے کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَتَقَاضَاهُ فَأَعْلَظَ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَالَ أَعْطُوهُ سِنًا مِثْلَ سِنِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَمْتَلْنَا مِنْ سِنِهِ فَقَالَ أَعْطُوهُ فَإِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ قَضَاءً.³⁴

(ایک شخص نبی ﷺ کے پاس تقاضا کرنے کے لئے آیا، اور شدت اختیار کی، صحابہ نے اسے مارنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو، جس کا حق ہوتا ہے وہ اسی طرح گفتگو کرتا ہے پھر فرمایا: کہ اس کی عمر کا اونٹ دیدو، لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ اس کی عمر کا تو نہیں لیکن اس سے زیادہ کا ہے۔ آپ نے فرمایا وہی اس کو دے دو، تم میں بہتر وہی شخص ہے جو اچھے طور پر قرض کو ادا کرے۔) اس سے معلوم ہوا ہے کہ ادائیگی میں فراخ دلی سے کام لینا چاہیے اگر کوئی مطالبہ میں سختی کرے تو اس کے ساتھ نرمی سے پیش آنا چاہیے۔ عصر حاضر میں ملاوٹ تو ایک معمولی سی بات ہو کر رہ گئی ہے۔ ہر چیز میں ملاوٹ، رویوں میں ملاوٹ، سچ میں جھوٹ کی ملاوٹ، یہ سب معمول کی باتیں ہیں۔ خرید و فروخت میں خالص چیزیں نجانے کہاں سے ملتی ہیں۔ جبکہ اسلام نے ملاوٹ کرنے والوں کی سخت حوصلہ شکنی کی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ يَبِيعُ طَعَامًا فَسَأَلَهُ كَيْفَ تَبِيعُ فَأَخْبَرَهُ فَأَوْجِي إِلَيْهِ أَنْ أَدْخَلَ يَدَكَ فِيهِ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ فَأِدَا هُوَ مَبْلُورٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ مِنَّا مَنْ عَشَّ.³⁵

(جناب رسول اللہ ایک ایسے آدمی کے پاس گزرے جو غلہ بیچ رہا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تم اسے کس طرح فروخت کرتے ہو؟ اس نے آپ کو بتلا دیا (لیکن کچھ غلط بیانی سے کام لیا) اس دوران آپ پر وحی نازل ہوئی کہ اپنا دست مبارک اس غلہ کے اندر داخل کریں۔ جب حضور نے اپنا دست مبارک اس غلہ میں داخل کیا تو وہ اندر سے گیلا اور تر نکلا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ملاوٹ اور دھوکہ دہی سے کام لیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔) مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوا کہ معاملات میں دیانت داری سے کام لینا چاہیے ملاوٹ اور دھوکہ دہی کا انجام بہت برا ہے۔

۴۔ کھانے کے بارے میں مرویات سیرت:

اسلام میں مہمان کو کھانا کھلانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ لیکن دور جدید میں کسی کے پاس مہمان کو خوش آمدید کہنے کے لیے ٹائم ہی نہیں ہے اور اکرام مہمان تو دور کی بات۔ اس کے علاوہ اسلام سادہ اور دکھاوے سے پاک طرز زندگی اپنانے کا درس دیتا ہے لیکن آج کے دور میں دیگر لوازمات اس قدر شامل ہو گئے ہیں کہ کسی کی مہمان نوازی بے حد مشکل بنا لی گئی ہے۔ حالانکہ اسلام مہمان کو محاضر پیش کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ ان مرویات سے ہمیں یہ بھی راہنمائی ملتی ہے کہ شراب نوشی قوم کی گمراہی کا سبب بنتی ہے۔ عصر حاضر میں مہمان کو اللہ کی رحمت کا سبب سمجھنے کے بجائے ایک زحمت تصور کیا جاتا ہے اور اس کی خاطر مدارت کا چندان خیال نہیں رکھا جاتا۔ جبکہ تاریخ اسلام میں صحابہ کرام نے ایسی ایسی مثالیں چھوڑی ہیں جن پر خوش ہو کر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کر ڈالی۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَبَعَثَ إِلَى نِسَائِهِ فَقُلْنَ مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ يَضُمُّ أَوْ يَضِيفُ هَذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَا فَأَنْطَلِقُ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ أَكْرَمِي ضَيْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ مَا عِنْدَنَا إِلَّا قُوتٌ صِيبِي فَقَالَ هَيَّبِي طَعَامَكَ وَأَصْبِحِي سِرَاجَكَ وَنَوْمِي صِيبَانِكَ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً فَهَيَّأْتُ طَعَامَهَا وَأَصْبَحْتُ سِرَاجَهَا وَنَوَمْتُ صِيبَانَهَا ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصَلِّحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ فَجَعَلَا يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ فَبَاتَا طَاوِيئِينَ فَلَمَّا أَصْبَحَ عَدَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ضَجِكَ اللَّهُ اللَّيْلَةَ أَوْ عَجِبَ مِنْ فَعَالِكُمَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ: وَيُؤْتِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقِ شَحَّ نَفْسِهِ فَأُوَيْتِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ.³⁶

(ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے اپنی ازواج کے پاس اس کا کھانا منگانے کے لئے ایک آدمی کو بھیجا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا کون ہے؟ جو اس مہمان کو اپنے ساتھ لے جائے یا یہ فرمایا کہ کون ہے؟ جو اس کی میزبانی کرے۔ ایک انصاری نے عرض

کیا کہ میں۔ پس وہ اسے اپنی زوجہ کے پاس لے گیا اور اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی خوب خاطر کرنا۔ اس نے کہا ہمارے ہاں تو صرف بچوں کا کھانا ہے تو انصاری نے کہا: تم کھانا تو تیار کرو اور چراغ روشن کرو بجے اگر کھانا مانگیں تو انہیں سلا دینا چنانچہ اس بی بی نے کھانا تیار کر کے چراغ روشن کیا اور بچوں کو سلا دیا پھر وہ گویا چراغ کو ٹھیک کرنے کے لئے کھڑی ہوئی۔ مگر اسے گل کر دیا۔ اب وہ دونوں میاں بیوی مہمان کو یہ دکھاتے رہے کہ کھانا کھا رہے ہیں حالانکہ (درحقیقت) انہوں نے بھوکے رہ کر رات گزار دی۔ جب وہ انصاری صبح کو آپ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رات تمہارے کام سے بڑا خوش ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود حاجت مند ہوں اور جو اپنے نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو وہی لوگ کامیاب ہوں گے۔)

درج بالا روایت سے معلوم ہوا کہ مہمان کا اکرام کرنے میں فراخ دلی سے کام لینا چاہیے کیونکہ یہ اللہ کو بہت پسند ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس عمل سے بہت خوش ہوتے ہیں۔

۸. عدالتی فیصلوں میں رہنمائی:

ایک اور مسئلہ جو ان مرویات سے اخذ ہوتا ہے کہ سہواً قتل کرنے اور قتلِ عمد کی سزا میں فرق رکھا گیا ہے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

قَتَلَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرَفَعَ ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَدَفَعَهُ إِلَى وَلِيِّ الْمَقْتُولِ فَقَالَ الْقَاتِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ قَتْلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْوَلِيِّ أَمَا إِنَّهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا ثُمَّ قَتَلْتَهُ دَخَلْتَ النَّارَ قَالَ فَخَلَّى سَبِيلَهُ قَالَ فَكَانَ مَكْنُوفًا بِنِسْعَةٍ فَخَرَجَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ فُسِمِيَ ذَا النَّسْعَةِ³⁷

(اللہ کے رسول ﷺ کے عہد مبارک میں ایک شخص نے قتل کیا اس کا مقدمہ نبی کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو آپ نے اس مرد کو مقتول کے ورثاء کے حوالے کر دیا گیا تو قاتل نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! واللہ میں نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ قتلِ خطا ہوا تو اللہ کے رسول ﷺ نے مقتول کے ولی سے فرمایا: سنو! اگر یہ سچا ہو اور پھر تم نے اسے قتل کر دیا تو تم دوزخ میں جاؤ گے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر ولی کے مقتول نے اس کو چھوڑ دیا۔ وہ ایک رسی سے بندھا ہوا تھا چنانچہ وہ رسی سے گھسیٹتا ہوا نکلا تو اس کا نام رسی والا مشہور ہو گیا۔)

ہمارے ہاں قانون یہ ہے کہ اگر میاں بیوی کی علیحدگی ہو جائے تو بچوں کو آخر والد کے حوالے کر دیا جاتا ہے جس سے کئی مسائل جنم لیتے ہیں۔ جبکہ ہمارے نبی ﷺ نے جو فیصلہ فرمایا وہ بہت فطری اور پیش آسکنے والے ممکنہ مسائل سے بچانے والا تھا۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَيَّرَ غُلَامًا بَيْنَ أَبِيهِ وَأُمِّهِ.³⁸

(رسول اللہ ﷺ نے ایک بچے کو اختیار دیا چاہے تو باپ کے ساتھ رہے اور چاہے تو ماں کے پاس۔) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ایک دینِ فطرت ہے اور اس کا ہر فیصلہ، تمام احکامات اور ساری تعلیمات فطری تقاضوں کے عین مطابق ہیں۔

۹۔ آدابِ زندگی پر رہنمائی:

عصر حاضر میں بوجہ ہمارے رویوں میں شدت پسندی کا عنصر واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ جبکہ اسلام رویوں میں نرمی اختیار کرنے کا درس دیتا ہے۔ اور چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

قَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ جَالِسًا فَقَالَ الْأَقْرَعُ إِنَّ لِي عَشْرَةَ مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا فَنظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ.³⁹

(رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا بوسہ لیا اور آپ کے پاس اقرع بن حابس بیٹھے ہوئے تھے، اقرع نے کہا کہ میرے پاس دس بچے ہیں، میں نے کبھی ان کا بوسہ نہیں لیا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا پھر فرمایا کہ جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔) اس سے ثابت ہوا کہ چھوٹے بچوں سے انتہائی شفقت اور نرمی، محبت سے پیش آنا چاہیے اور اپنے دل میں ہمدردی پیدا کرنی چاہیے۔

ہمارے معاشرے میں قربانی کے جانور کا بہت خیال رکھا جاتا ہے اور اسے ایک مقدس جانور سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ذیل میں دی گئی حدیث مبارکہ سے یہ غلط فہمی دور ہو جاتی ہے کہ قربانی کے جانوروں کو اسلام نے اس قدر مقدس قرار نہیں دیا کہ ہم ان سے باربرداری کا کام لینا ہی چھوڑ دیں۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهُ ارْكَبْهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّلَاثَةِ.⁴⁰

(رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کا اونٹ ہنکائے جا رہا ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ تم اس پر سوار ہوجاؤ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ تو قربانی کا اونٹ ہے آپ نے دوسری بار یا تیسری بار میں فرمایا کہ تیری خرابی ہو تو سوار ہوجا۔)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے حکم میں سرا سر بھلائی ہے اس میں شک و شبہ، تردد کی بالکل گنجائش

نہیں ہے۔

۱۰. متفرق مسائل میں رہنمائی:

بیماری ایک آزمائش کا نام ہے اور یہ ایک مسلمان کے لیے خیر و برکت کا باعث بھی ہوتی ہے۔ عام طور پہ دیکھا جاتا ہے کہ ذرا سی تکلیف پر بے صبری کا مظاہرہ کیا جاتا ہے لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے ایک ایسے شخص کو رسول اللہ ﷺ نے خوش خبری دی جو بخار میں تھا۔ سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

أَنَّ عَادَ مَرِيضًا وَمَعَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ مِنْ وَعْكَ كَانَ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَتُبَشِّرُ فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ هِيَ نَارِي أَسْلَطَهَا عَلَى عِبْدِي الْمُؤْمِنِينَ فِي الدُّنْيَا لِتَكُونَ حَظَّهُ مِنَ النَّارِ فِي الْآخِرَةِ.⁴¹

(نبی ﷺ نے ایک بیماری کی عیادت کی۔ ابوہریرہؓ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اس مریض کو بخار تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوشخبری سنو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بخار میری آگ ہے میں اسے اپنے مومن بندہ پر دنیا میں اس لئے مسلط کرتا ہوں کہ یہ آخرت کی آگ کی متبادل ہو جائے۔)

درج بالا حدیث سے پتہ چلا کہ اگر انسان کو دنیا میں کوئی بیماری یا پریشانی لاحق ہو اور وہ اس میں اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھے تو وہ مشقت اس کے لیے آخرت میں نجات کا ذریعہ بن جائے گی۔

ان مرویات سے ایک بات یہ بھی واضح ہوتی ہے کہ سامنے نہیں تھوکتا چاہیے اور نہ اپنی دائیں جانب تھوکتا چاہیے۔ آجکل تو اس بات کا ذرا بھی دھیان نہیں رکھا جاتا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاولَ حَصَاةً فَحَكَّهَا فَقَالَ إِذَا تَنَحَّمْ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَحَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ وَلَا عَن يَمِينِهِ وَلْيَبْصُقْ عَن يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى.⁴²

(رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ مسجد کی دیوار میں کچھ بلغم دیکھا تو آپ نے کنکریاں لے کر اسے رگڑ دیا اور فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص بلغم تھوکے تو نہ اپنے منہ کے سامنے تھوکے نہ اپنی داہنی جانب، بلکہ بائیں جانب یا اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔)

مندجہ بالا حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کو خود بھی صفائی کا اہتمام کرنا چاہیے اور اپنے ادر گرد کے ماحول کو بھی صاف ستھرا رکھنا چاہیے۔

خلاصہ:

یہ آرٹیکل بعنوان 'مسند ابو ہریرہ کے مضامین سیرت پر مشتمل ہے۔ سیدنا ابو ہریرہؓ ایک جلیل القدر صحابی رسول ہیں۔ ان کا اسم گرامی صحابہ کرامؓ میں جو مرویات کو بکثرت بیان کرتے ہیں سر فہرست ہے۔ ان کی مرویات کی تعداد ۵۳۷۳ ہے۔ اس میں سیدنا ابو ہریرہؓ کا تعارف اور ان کے مختصر حالات زندگی بیان کیے

گئے ہیں۔ سیرت سے متعلق مختصر بیان کیا گیا جس میں سیرت کا تعارف، اور اس کے مآخذ کے بارے میں بیان شامل ہے۔ علاوہ ازیں کتبِ احادیث کو بطور مآخذ سیرت شامل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف کتبِ حدیث میں سے مسند ابو ہریرہ کی احادیث بیان کی گئیں جن کا تعلق رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ سے ہے۔ ان میں درج ذیل مضامین شامل کیے گئے اور ان سے رہنمائی کی صورتیں بیان کی گئی ہیں

- ۱۔ پاکیزگی کے متعلق مرویاتِ سیرت
- ۲۔ نماز کے متعلق مرویاتِ سیرت
- ۳۔ جنانز کے متعلق مرویاتِ سیرت
- ۴۔ زکاة کے متعلق مرویاتِ سیرت
- ۵۔ حج کے متعلق مرویاتِ سیرت
- ۶۔ جہاد کے متعلق مرویاتِ سیرت
- ۷۔ خرید و فروخت کے متعلق مرویاتِ سیرت
- ۸۔ کھانے کے بارے میں مرویاتِ سیرت
- ۹۔ پینے کے بارے میں مرویاتِ سیرت
- ۱۰۔ عدالتی فیصلوں کے بارے میں مرویاتِ سیرت
- ۱۱۔ دیگر آدابِ زندگی کے بارے میں مرویاتِ سیرت
- ۱۲۔ معجزاتِ رسول ﷺ کے بارے میں مرویات
- ۱۳۔ متفرق مرویاتِ سیرت

حوالہ جات:

- ۱۔ ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ بن محمد، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (دارالجلیل بیروت، ۱۳۱۲ھ/۱۹۹۲ء) ۲/۷۰۔
- ۲۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی السنن (داراحیاء التراث العربی بیروت) ۵/۶۸۶، رقم الحدیث ۳۸۳۰۔
- ۳۔ شعیب سرور، مولانا، حضرت ابو ہریرہ کے سو قصے (بیت العلوم لاہور) ص: ۲۰۔
- ۴۔ ابن سعد، ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع ابو عبداللہ البصری الزہری، الطبقات الکبریٰ (دارالصادر، بیروت) ۳۵۳/۱۔

- 5 - احمد بن حنبل، امام السنن، المسند (موسسة الرسالة ، الطبعة الثانية ١٤٢٠هـ / ١٩٩٩ء) ٣٤٩/٤، رقم الحديث ١٤٤٥٤.
- 6 - ترمذى، السنن، ٦٨٣/٥، رقم الحديث ٣٨٣٦.
- 7 - ذهبي، شمس الدين، محمد بن احمد بن عثمان، سير اعلام النبلاء،(موسسة الرساله بيروت، الطبعة الحادية و عشر ١٣١٤هـ) ٥٩٩/٢.
- 8 - ابن حجر، احمد بن على، الاصابة فى تمييز الصحابة،(الطبعة الاولى، دار الجليل بيروت، ١٣١٢هـ) ٤٤٠/٧.
- 9 - ترمذى، السنن، ٦٨٣/٥، رقم الحديث: ٣٨٣٣.
- 10 - ابن حجر ، الاصابة فى تمييز الصحابة، ٣٣٢/٤.
- 11 - ذهبي، سير اعلام النبلاء، ٥٩٨/٢.
- 12 - ابن كثير، ابو الفداء اسماعيل بن عمر ، البداية والنهاية(دار احياء التراث العربى ،بيروت، الطبعة الاولى ١٣٠٨هـ / ١٩٨٨ء) ١١٣/٨.
- 13 - ابن حجر ، الاصابة فى تمييز الصحابة، ٤٣٢/٧.
- 14 - ابن حجر، فتح البارى، ٤٦/٤.
- 15 - ذهبي، سير اعلام النبلاء، ٦٢٦/٢.
- 16 - فيروز الدين ،مولوى، فيروز اللغات (فيروز سنز، لاهور، طبع اول ٢٠٠٥ء)ص: ٨٤٣.
- 17 - طه (٢٠) ٢١.
- 18 - پروفيسر غلام رسول چيمه، سيرت سيد البشر(علم و عرفان پبليشرز لاهور، ٢٠٠٣) ص: ١٣-١٣.
- 19 - الاحزاب(٣٣) ٢١.
- 20 - علامه اقبال، ڈاکٹر، بانگ درا (خزینہ علم وادب لاهور) ص: ١٣٢.
- 21 - ظفر ، عبدالرؤف ، ڈاکٹر ، اسوة کامل (لاهور ، نشریات ، طبع اول ٢٠٠٩ ء) ص : ٥٦.
- 22 - المدثر(٤٣) ٥-٣.
- 23 - نسائی، احمد بن شعيب، السنن(مكتب المطبوعات الاسلامیة بیروت حلب الطبعة الثانية، ١٤٠٦هـ / ١٩٨٤ء) رقم الحديث: ٥٠.
- 24 - بخارى، محمد بن اسماعيل ابو عبدالله، الجامع الصحيح (دار ابن كثير، اليمامة بيروت، الطبعة الثالثة ، ١٤٠٧هـ / ١٩٨٧ء) ٧٠/١ ، رقم الحديث: ١٥٣.
- 25 - ايضاً ، ٢٣١/١، رقم الحديث: ٦١٨.
- 26 - بخارى، الجامع الصحيح ، ٢٦٣/١، رقم الحديث: ٧٢٤.
- 27 - ابوداؤد، سليمان بن اشعث، السنن(المكتبة العصرية، صيدا بيروت) ٢١١/٣، رقم الحديث: ٣٢٠١.
- 28 - ايضاً، ٢١٨/٣، رقم الحديث: ٣٢٣٣.
- 29 - البقرة (٢) ١١٠.
- 30 - بخارى، الجامع الصحيح، ٥٤١/٢، رقم الحديث: ١٤١٤.
- 31 - الانفال(٩) ٦٥.
- 32 - ابوداؤد، السنن، ٤٤/٣، رقم الحديث: ٢٦٤٠.
- 33 - بخارى، الجامع الصحيح، ١٠٢٦/٣، رقم الحديث: ٢٦٣٣.
- 34 - مسلم، مسلم بن حجاج، الجامع الصحيح(دار احياء التراث العربى بيروت، الطبعة الثانية ١٣٢٩هـ) ١٢٢٥/٣، رقم الحديث: ١٦٠١.
- 35 - ابوداؤد، السنن، ٢٧٢/٢، رقم الحديث: ٣٤٥٢.

- 36 بخارى، الجامع الصحيح، ٣٤/٥، رقم الحديث: ٣٧٩٨.
- 37 ابوداؤد، السنن، ١٦٩/٤، رقم الحديث: ٤٤٩٨.
- 38 ترمذى، محمد بن عيسى ، ابو عيسى، جامع الترمذى(دار الغرب الاسلامى، بيروت
١٩٩٨ع)، ٣١/٣، رقم الحديث: ١٣٥٧.
- 39 بخارى، الجامع الصحيح ، ٢٢٣٥/٥، رقم الحديث: ٥٦٥١.
- 40 ايضاً، ٢٢٨٠/٥، رقم الحديث: ٥٨٠٨.
- 41 ترمذى، السنن، ٤١٢/٤، رقم الحديث: ٢٠٨٨.
- 42 بخارى، الجامع الصحيح، ٩٠/١، رقم الحديث: ٤٩٠.